Darul ifta Darul uloom

sawal braye cheque

کیا فرماتے ہے علماء کرام اس مسئلہ کہ بارے میں کہ میعادی چیک کی اصل
قیمت سےکمی کے ساته خرید وفروخت کسین ہے جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مثلا
پچاس ہزار کا چیک ہے اور دو ہفتے کے بعد قابل وصولی ہے ، توقبل از وقت اس
رقم کو حاصل کرنے کے لئے چیک کا مالک پینتالیس ہزار ہی میں اس چیک کو
فروخت کر دیتا ہے ،فروخت کننده کو وه رقم کم ملتی ہےلیکن وقت سے پہلے مل
جاتی ہے خریدار کو رقم دیر سے وصولی ہوتی ہے لیکن نفع کے ساته حاصل ہو
تی ہے کیا اس طرح کا معاملہ جائز ہے یا نہیں؟
کیا اس طرح کے سودوں کی کویئ جائز شکل ہے؟
میں نے سنا ہے کہ حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب نے اس قسم کے معاملہ کو جائز
طریقے سے کرنے کی کویئ شکل بیان کی ہے تو وه کیا ہے ؟

کیافرماتے ہے علماء کرام اس مسئلہ کہ بارے میں کہ میعادی چیک کی اصل قیمت سے کمی کے ساتھ خرید وفروخت کسین ہے جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مثلا پچاس ہزار کا چیک ہے اور دو ہفتے کے بعد قابل وصولی ہے، تو قبل از وقت اس رقم کو حاصل کرتے کے لئے چیک کا مالک پینتالیس ہزار ہی میں اس چیک کو فروخت کر دیتا ہے، فروخت کنندہ کو وہ رقم کم ملتی ہے لیکن وقت سے پہلے مل جاتی ہے خریدار کو رقم دیر سے وصولی ہوتی ہے لیکن نفع کے ساتھ حاصل ہوتی ہے کیا اس طرح کا معاملہ جائز ہے یا نہیں؟

کیا اس طرح کے سودوں کی کوئی جائز شکل ہے؟

میں نے سنا ہے کہ حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب نے اس قسم کے معاملہ کو جائز طریقے سے کرنے کی کوئی شکل بیان کی ہے تو وہ کیا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیا

صورتِ مسئولہ میں میعادی چیک کو اصل قیمت سے کم قیمت پر فروخت کرنا جائز نہیں ہے یہ سود ہے، لہٰذا اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے، البتہ اگر کہیں سخت مجبوری ہو کہ اصل میعاد تک آدمی کا رکنا یا انتظار کرنا ممکن نہ ہو تو ایسی مجبوری میں اس کی جائز متبادل صورت یہ ہو سکتی ہے کہ یہاں دو معاملے الگ الگ کئے جائیں، ایک معاملہ یہ کیا جائے کہ یہ چیک والا جس کو چیک دینا چاہتا ہے اس کو بینک سے چیک کیش کرانے کا وکیل بنائے اور اس کے بدلہ اجرت کے طور پر کچھ رقم متعین کر دے اور اس کی اجرت پیشگی دیدے، (مثلاً پانچ سو روپے) دوسرا معاملہ یہ کیا جائے کہ یہ شخص جس کے پاس چیک ہے اس شخص سے جس کو چیک دینا چاہتا ہے اس سے اتنی رقم قرض لے لے جتنی کہ چیک میں رقم لکھی ہے (مثلاً پچاس ہزار ۵۰۰۰۰ روپے) پھر جس کو چیک دیا تھا یہ شخص یعنی قرض خواہ اور وکیل بینک سے چیک کیش کرالے اب اس قرض خواہ کا اس پچاس ہزار (۵۰۰۰۰) کیش میں سے پچاس ہزار قرض کا مقاصہ ہو جائے گا، اور پانچ سو بطور وکیل کے پہلے پیشگی اس کو مل چکے ہیں یہ اس کے عمل کی اجرت ہے۔

واضح رہے کہ اس متبادل معاملہ کے جواز کے لئے مندرجہ ذیل چند شرائط ہیں:

(۱) مذکورہ دونوں عقود (وکالت اور قرض) کو بالکل الگ الگ رکھا جائے۔

(۲) وکیل کی اجرت کو چیک کی تاریخ کے ساتھ مربوط نہ کیا جائے یعنی بینک سے پیسے وصول ہونے کی تاریخ کے کم یا زیادہ ہونے پر وکالت کو مربوط نہ کیا جائے، مثلاً اگر جلدی پیسے مل گئے تو اجرت کم اور اگر دیر سے ملے تو زیادہ ہو گی۔

(۳) قرض دینے کی وجہ سے وکیل کی اجرۃ میں اضافہ نہ کیا جائے۔

(۴) اگر خدانخواستہ چیک باونس ہو گیا یعنی اس کی رقم وصول نہ ہوئی پھر بھی مقروض اپنی قرض دی ہوئی رقم واپس لے سکتا ہے۔ (ماخذہ التبویب: ۱۹/۱۴۵۴)

موطأ مالك رواية محمد بن الحسن الشيباني (١ / ٢٩٢):

٨٢٥ - أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ مَيْسَرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلا يَسْأَلُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ فَقَالَ: إِنِّي رَجُلٌ أَبِيعُ الدَّيْنَ، وَذَكَرَ لَهُ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ الْمُسَيِّبِ: لا تَبِعْ إِلا مَا آوَيْتَ إِلَى رَحْلِكَ. قَالَ مُحَمَّدٌ: وَبِهِ نَأْخُذُ، لا يَنْبَغِي لِلرَّجُلِ أَنْ يَبِيعَ دَيْنًا لَهُ عَلَى إِنْسَانٍ إِلا مِنَ الَّذِي هُوَ عَلَيْهِ، لأَنَّ بَيْعَ الدَّيْنِ غَرَرٌ، لا يُدْرَى، أَيَخْرُجُ مِنْهُ أَمْ لا؟ وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ

(جاری ہے۔۔۔)

دار الافتاء

بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (٥ / ١٤٨):

ولا ينعقد بيع الدين من غير من عليه الدين؛ لأن الدين إما أن يكون عبارة عن مال حكمي في الذمة، وإما أن يكون عبارة عن فعل تمليك المال وتسليمه، وكل ذلك غير مقدور التسليم في حق البائع، ولو شرط التسليم على المديون لا يصح أيضا؛ لأنه شرط التسليم على غير البائع فيكون شرطا فاسدا فيفسد البيع، ويجوز بيعه ممن عليه؛ لأن المانع هو العجز عن التسليم، ولا حاجة إلى التسليم ههنا، ونظير بيع المغصوب أنه يصح من الغاصب، ولا يصح من غيره إذا كان الغاصب منكرا،ولا بينة للمالك.

الحجة على أهل المدينة (٢ / ٦٩٩):

بَاب بيع الدّين-مُحَمَّد قَالَ قَالَ ابو حنيفَة لَا يَنْبَغِي ان يَشْتَرِي دينا على رجل حَاضر وَلَا غَائِب وَلَا على ميت باقرار من الَّذِي عَلَيْهِ الدّين وَلَا بإنكار لَان ذَلِك كُله غرر لَا يدْرِي ايخرج ام لَا يخرج

بحوث في قضايا فقهية معاصرة:(١٢٢/٢)

اما حسم الكمبيالات،فيمكن تحصيل غرضه بطرق ثلاثة...الطريق الثالث:أن تكون هناك معاملتان مستقلتان بين البنك و بين حامل الكمبيالة-المعاملة الأولي:أن يوكل حامل الكمبيالة البنك بتحصيل مبلغه من مصدر الكمبيالة عند نضجها،ويعطيه أجرا معلوما مقابل هذه الخدمة-والمعاملة الثانية:أن البنك يقرض العميل مبلغ الكمبيالة ناقصا منه أجرة الوكالة قرضا بدون فائدة...وان هذا الطريق يشترط لجواز أمور:

الأول:أن يكون كل واحد من العقدين منفصلا عن الاخر،فلاتشترط الوكالة في القرض،ولا القرض في الوكالة.

الثاني:أن لا تكون أجرة الوالة مرتبة بمدة نضج الكمبيالة.بحيث تكون الأجرة زائدة ان كانت المدة طويلة وتكون أقل ان كانت قصيرة.

الثالث: أن لا يزاد في أجرة الوكالة بسبب القرض الذي أقرضه البنك فانه يكون حينئذ قرضا جر نفعا............... **والله سبحانه وتعالىٰ اعلم بالصواب**

محمد سالم عفی عنہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

٦/ محرم الحرام/١٤٣٤ھ

١١/نومبر/٢٠١٣ء

الجواب صحیح
محمد عبد المنان عفی عنہ
٦/١/١٤٣٥ھ

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفر اللہ
٦/١/١٤٣٥ھ

الجواب صحیح
محمد یعقوب عفی عنہ
٦/١/١٤٣٥ھ

الجواب صحیح
٦/١/١٤٣٥ھ

الجواب صحیح
٦/١/١٤٣٥ھ